سرتاجِ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی، کراچی

اس دور میں پاکستان میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کی یہ تین خانقاہیں زیادہ سرگرمِ عمل رہی ہیں:

۱:...خانقاہِ سراجیہ کندیاں شریف۔

۲:...خانقاہ زوّاریہ (حضرت مولانا سیّد زوّار حسین صاحب رحمہ اللہ ۱۳۲۹ھ-۱۹۱۱ء، متوفی ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ء)۔ مولانا زوّار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے ماہنامہ ’’تعمیر افکار‘‘ زوّار حسین نمبر۔

۳:... خانقاہ ٹنڈو سائیں داد (حضرت مولانا حکیم پیر ہاشم جان رحمہ اللہ ۱۳۲۲ھ-۱۳۹۵ھ)۔ ان میں تصنیفی واِشاعتی کام سلسلۂ زوّاریہ کا طرۂ اِمتیاز ہے، اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہے، لیکن ٹنڈو سائیں داد میں سلسلۂ مجددیہ کی سرگرمیاں پیر ہاشم جانؒ کے اِنتقال کے بعد بظاہر زیادہ نمایاں نہ رہ سکیں، ان کے ہاں بھی قلمی کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا، یہ ذخیرہ عام استفادے کے لئے نہیں تھا، بلکہ اندرونِ خانہ محفوظ تھا، مجھے اس کی زیارت کا شرف حاصل ہے، اس میں مُلّا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کا حمائل موجود تھا، جو پیر ہاشم جان صاحبؒ کو ان کے والد نے قرآن حفظ کرنے پر دیا تھا۔ حضرت مولانا پیر ہاشم جانؒ نے اجمیر شریف میں حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ (۱۸۸۱ء-۱۹۴۰ء) سے معقولات ومنقولات کی اور ان کے بھائی حکیم نظام الدین (مولود ۱۸۸۳ء) سے طب کی تکمیل کی، موصوف کو سب سے بڑا شرف حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد ہونے کا حاصل ہے، اپنے والد ماجدؒ سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت واجازت حاصل ہوئی، ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ کو، کوئٹہ میں حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے ان کا اِنتقال ہوا، اور اپنے آبائی قبرستان گنجہ شریف ٹنڈو سائیں داد میں دفن کئے گئے، اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے بھردے، آمین!

نقشبندی سلسلے میں جہاں عملی بیعت واِرشاد کا سلسلہ سب سے زیادہ وسعت پذیر اور خاص

Scanned with CamScanner

وعام میں مقبول رہا ہے، وہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ہے، اس خانقاہ کی حسبِ ذیل خصوصیات ہیں:

ا:... یہاں بیعت وارشاد کا سلسلہ بہت زیادہ وسیع رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے انہیں عمرِ دراز عطا فرمائی اور یہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے زمانے میں مرجعِ خلائق رہی ہے۔

۲:... یہاں قدیمی دِینی کتابوں کا کتب خانہ ہمیشہ اہلِ علم کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

۳:... اس کے سجادہ نشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ ہندوستان کی مقبول ترین جامعہ دارالعلوم دیوبند کے مستند عالم تھے۔

۴:... سیاسی قیادت کے لئے تمام دِینی جماعتوں کی نظریں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ صاحبؒ ہی پر جمی رہتی تھیں، چنانچہ جمعیت علمائے اسلام کے قائدین آپ ہی کے زیرِ قیادت وزارت کے منصب کو پہنچے اور ایوانوں اور اسمبلیوں میں حق کی صدا بلند کرتے رہے، بلکہ حضرت کے بعض تربیت یافتگان کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھی خدمت کا فخر حاصل ہے، اور حضرت خواجہ صاحبؒ ہر موڑ پر اُن کے شانہ بشانہ رہے، اور سنتِ یوسفی پر عمل کرتے رہے، یہ سنت ایسی ہے جس پر یہ شعر صادق آتا ہے:

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوس نا کے نداند جام سندان باختن

یہ اس خانقاہ کا ایسا طرۂ اِمتیاز ہے جو اس دور میں کسی اور خانقاہ کو حاصل نہیں۔

۵:... سادگی اور بے نیازی، تو اسی خانقاہ کا شعار ہے، مجھے اس خانقاہ سے براہِ راست استفادے کا تو موقع نہیں ملا، لیکن مجھے اس سے دو گونہ نسبتیں حاصل ہیں، پہلی نسبت شاگردی کی ہے، یہ حضرت مولانا عبدالخالق ملتانیؒ (۱۳۱۳ھ-۱۳۸۶ھ) (بانی دارالعلوم کبیر والا) سے دارالعلوم دیوبند میں توضیح تلویح پڑھنے سے حاصل ہے۔ موصوف حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) کے خلیفہ اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے خواجہ تاش (پیر بھائی) تھے، ان کی دو باتیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔

ا:- ان کے طریقۂ تدریس کا نقشہ دِل پر نقش ہے، ان کا یہ معمول تھا کہ گھنٹہ بجنے سے پہلے ہی درسگاہ کے باہر ٹہلتے رہتے تھے، ادھر گھنٹہ بجتا اور ادھر ان کا قدم درسگاہ میں ہوتا۔ توضیح تلویح سال بھر ڈیسک پر رکھی رہی، مولانا متن اور شرح دونوں زبانی پڑھتے، تقریر کا آغاز اس جملے سے فرماتے: ''وہ نہیں کہتا مگر یہ'' اور گھنٹہ ختم ہونے کے ساتھ ہی ان کی تقریر پوری ہوجاتی، اس سے ان کی پابندیٔ وقت اور حسنِ معاملگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، لیکن بات کتاب کے حل تک ہی محدود ہوتی، خارجی معلومات اور دیگر کتب کی طرف رہنمائی نہ ہونا آج بھی درسِ نظامی کا اِمتیاز ہے، فاعتبروا یٰاُولِی الأبصار!

Scanned with CamScanner

۲:- دُوسرا اِمتیاز، ان کا یہ تھا کہ ان کی نمازیں اور مراقبے دونوں لمبے ہوتے تھے، جمعہ کا دن ان کا عید کا دِن ہوتا، چنانچہ جمعہ کے دن مولانا نمازِ جمعہ کے لئے ملتانی تہذیب میں جلوہ گر ہوکر مدرسے کے گیٹ سے اس وقت قدم باہر رکھتے جب مسجد سے اُذان کی صدا بلند ہوتی، اور پھر مسجد سے واپسی تین بجے ہوتی، ایک نماز سے فارغ ہوکر دُوسری نماز کے لئے آپ کا دِل اٹکا رہتا، آپ بہت خوش خوراک وخوش پوشاک اور نہایت لحیم شحیم تھے، اور مراقبے ہی میں اللہ کو پیارے ہوگئے، رحمہ اللہ۔

دُوسری نسبت خانقاہِ سراجیہ سے مجھے یہ حاصل ہے کہ میرے جو شاگرد خانقاہِ سراجیہ سے وابستہ رہے ہیں، میں نے ان میں دِین داری، تقویٰ وطہارت، اِخلاص وللّٰہیت اور معمولات کی پابندی خوب دیکھی ہے، اس ناچیز کو خانقاہِ سراجیہ سے یہی دو نسبتیں حاصل ہیں۔

حق گوئی و بے باکی

رَبِّ تعالیٰ نے اللہ والوں میں ایسی رُوحانی طاقت رکھی ہے جس کے آگے باطل کی ہر بڑی سے بڑی مادّی طاقت ہیچ ہے، اہل اللہ جب خلافِ حق دیکھتے ہیں تو برملا بلا خوف وخطر حق بات کہہ دیتے ہیں، حضرت خواجہ صاحبؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی جرأت وحق گوئی سے نوازا تھا، چنانچہ محترم محمد اشفاق اللہ واجد مجددی صاحب حضرت کے متعلق لکھتے ہیں: میاں نواز شریف ۱۹۹۳ء میں برسرِ اقتدار تھے، علمائے کرام کے بارے میں مسلم لیگی وزراء نے بڑی گندگی اُچھال رکھی تھی، خصوصاً علمائے دیوبند کے متعلق مسلم لیگی وزراء کی زبانیں بہت کھلی ہوئی تھیں، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت نے آواری ہوٹل لاہور میں ایک پریس کانفرنس کا انتظام کیا تھا، پریس کانفرنس میں مولانا اللہ وسایا صاحب اور جمعیت علمائے اسلام کے قاری نذیر احمد بھی موجود تھے، خواجہ مخدومؒ کی طرف سے مولانا اللہ وسایا صاحب نے بیان پڑھا، بیان کے بعد صحافی حضرات نے سوالات شروع کئے، مولانا اللہ وسایا صاحب سے صحافی نے سوال کیا: آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ فوج میں بعض جنرل قادیانی ہیں یا مرزائیوں کے پشت پناہ ہیں، ان کے نام بتائیے؟ مولانا اللہ وسایا صاحب نے گھبرائے ہوئے چہرے سے حضرت خواجہؒ کی طرف دیکھا، آپؒ نے مسکراتے ہوئے کہا: میرے ایما پر بتاؤ، میں پورا ذمہ دار ہوں، تب مولانا نے کسی ناصر نامی جنرل کا نام لیا، جنگ اخبار کے صحافی نے حضرت خواجہؒ سے سوال کیا: آج کل مسلم لیگی وزراء جو علمائے کرام کے کردار کے متعلق بیان بازی کر رہے ہیں، حضرت خواجہ کے خیال میں کون کروا رہا ہے؟ مرشدِ برحق حضرت خواجہؒ نے جواب دیا: میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف ہی کے ایما پر مسلم لیگی وزراء بیانات دے رہے ہیں۔ صحافی نے پوچھا: حضورِ والا! ہم ایسے ہی اخبار کو خبر دے دیں؟ آپ نے فرمایا: آپ

Scanned with CamScanner

بالکل ایسا ہی لکھ دیں، پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں، تمام صحافی حضرات یک زبان ہوکر بولے: حضرتِ والا نڈر آدمی ہیں۔" (میرے خلیل ص:۴۰)

اقبال نے سچ کہا ہے کہ:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

ادب واِحترام

علم ومعرفت میں ترقی کی منازل طے کرنے کے لئے ادب واِحترام ایک لازمی امر ہے، حضرت خواجہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے ادب واِحترام کا بھی اعلیٰ ذوق عطا فرمایا تھا، آپ مجسمۂ ادب تھے، چنانچہ نذیر رانجھا صاحب لکھتے ہیں: "۱۹۷۴ء کی ختمِ نبوّت کی تحریک کے دوران جامع مسجد کچہری بازار، فیصل آباد میں ختم المرسلین ﷺ کے پروانوں کا جلسہ تھا، حضرت بنوریؒ کراچی سے تشریف لائے، مفتی زین العابدین صاحبؒ کی رہائش گاہ پر قیام پذیر تھے۔ حضرت مخدوم زماں خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہٗ اپنے اُستاذِ مکرم کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت بنوریؒ نے کھڑے ہوکر آپ کا اِستقبال کیا، آپ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے، اِمام الحدیث حضرت بنوریؒ نے آپ سے فرمایا: آپ ایسا نہ کریں، لیکن حضرت خواجہؒ دوزانو ہی بیٹھے رہے۔ گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہوئی، حضرت علامہ سیّد بنوریؒ مجلس سے جانے کے لئے اُٹھے، آپ نے حضرت بنوریؒ کا جوتا اُٹھایا اور ان کے سامنے رکھا، دونوں حضرات ایک دُوسرے کو الوداع کہنے کے لئے باہر تشریف لائے، بوقتِ رُخصت حضرت بنوریؒ نے آپ سے دُعا کی درخواست کی۔" (تاریخ وتذکرہ ص:۴۴۱)

اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ نے جن اکابر کی صحبت پائی ہے وہ بھی تو پیکرِ عجز وادب تھے، چنانچہ مرشدِ کامل حضرت ابوالسعد احمد خانؒ (متوفی ۱۹۴۱ء) کتابوں کا حد درجہ ادب واحترام کرتے تھے، کتاب کی بے حرمتی طبیعت کو قطعاً گوارا نہ تھی، چنانچہ نذیر رانجھا صاحب لکھتے ہیں: "ایک دفعہ ایک مولوی صاحب کتب خانے میں کوئی کتاب دیکھ رہے تھے، کتاب پر معمولی سا غبار محسوس ہوا تو غبار جھاڑنے کے لئے زور سے کتاب دھپ سے بند کی، حضرتِ اقدس برآمدے میں بیٹھے تھے، بیتاب ہوکر اُٹھے اور دوڑ کر اندر تشریف لے گئے، مولوی صاحب سے پوچھا کہ اتنے زور سے آپ نے کتاب بند کی تھی؟ ان مولوی صاحب نے محجوب ہوتے ہوئے کہا کہ: حضرت! کتاب پر گرد وغبار تھا، وہ جھاڑنے کے لئے میں نے زور سے کتاب بند کی۔ حضرت نے فرمایا: "مولوی صاحب! مجھے بیوی یا بیٹی کی گالی سے اتنا صدمہ نہیں

Scanned with CamScanner

ہوتا، جتنا اپنی کتاب کی بے حرمتی دیکھ کر ہوتا ہے، غبار ہی صاف کرنا تھا تو رُومال سے آہستہ سے صاف کرتے، پھر اپنے عربی رُومال سے آہستہ آہستہ کتاب کو صاف کر کے بتلایا کہ اس طرح نرمی سے صاف کر لیتے، آپ کی دھپ تو میرے دِل پر لگی۔'' (تاریخ وتذکرہ ص:۴۹۵)

خموش اے دِل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات پُرحسرت پر ہر آنکھ اشک بار اور دِل حزین ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

جان کر من جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

اور ہاں!

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہیدِ ناز کی تربت کہاں ہے؟

ترجمانِ ختم نبوت

حضرت شیخ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہٗ کو ترجمان ختم نبوت تحریر فرمایا بہت سے کمالات اور محاسن قلم بند کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں: ''مسلک سے مضبوط وابستگی اور اصلاح کے سلسلہ میں پختہ شرائط ان کا ایک خاص وصف تھا، ''اکابرین اہل سنت'' علماء دیوبند سے گہری عقیدت ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے واقعی اسلاف کی مکمل تصویر تھے، ان کی شہادت کا سب سے بڑا نقصان میری ذات کو پہنچا کیونکہ میں اپنے ترجمان سے محروم ہو گیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت! کی شہادت امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کی کوئی صورت پیدا فرمائے۔'' آمین ثم آمین۔

Scanned with CamScanner